تحفہ
ماریہ غزال
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

تحفہ

از

ماریہ غزال

www.novelsclubb.com

ماریہ غزال

تحفہ

ناولٹ

"شمشاد بھائی!" بشریٰ کی چیخ نما آواز نے صندلین کے تھرکتے قدموں کو وہیں ساکت کر دیا۔ وہ بالکل مجسمہ آزادی کی طرح ایک ہاتھ اٹھائے عجیب سے پوز میں لحہ بھر کو رہ گئی، پھر جلدی سے کمر سے بندھا دوپٹہ کھولا۔ باقی لڑکیوں پر جو گزری سو گزری مگر سب سے بری صندلین اور گل رعنا (شمشاد کی چھوٹی بہن) پر گزری۔ دونوں کو اپنی ہونے والی باجماعت اور بے جماعت بے عزتیوں کے واقعات یاد آ گئے، مگر شکر ہوا کہ شمشاد نے اس لحہ کسی کی کلاس نہیں لی۔

"تم سب جلدی سے نیچے پہنچو، شرمین خالہ آئی ہوئی ہیں۔"

اور جیسے دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر آیا تھا ویسے ہی کئی سیڑھیاں کودتا اتر گیا۔ مگر اس کی آمد نے اس عالم خوشی و انبساط میں افراتفری پیدا کر دیا۔

"شرمین خالہ نہ ہوئیں شرمین ٹینک ہو گئیں۔" حسب عادت بشریٰ نے پرانا جملہ دہرایا۔ ادھر حفصہ نے ویکس ہوم میڈ ویکس جو بری طرح ٹانگوں پر چپک چکی تھی، اسے چھڑانے کے لیے باتھ روم کا رخ کیا۔ گل رعنا نے موبائل آف کیا جس پر گانے چل رہے تھے اور بے چاری صندلین یرقان کی مریضہ کی مانند خوف سے زرد پڑ گئی ویسے حالت تو گل کی بھی خراب تھی۔ بھائی سے شامت آنے کے خوف سے۔

"بجو جلدی آئیں۔" تہال نے آکر جلدی مچائی کمرے میں مزید ابتری پھیل گئی۔ گل سب کچھ چھوڑ کر نیچے بھاگی۔

"ایک تو بڑی امی کی یہ فضول سی بہن مجھے بالکل بھی پسند نہیں۔ جس طرح طلاق ہوتی ہے اگر خونی رشتوں میں ہو سکتی تو میں سب سے پہلے بڑی امی سے ان کی دلواتی۔" (جیسے بڑی امی کو تو اسی کی طرح بہن سے چڑ ہو گی)

بشریٰ نے انوکھی راگنی شروع کر دی اور کمرے سے نکلتی حفصہ نے، دونوں چھوٹی بہنوں کو پلٹ کر حیرت سے دیکھا کہ ان کا دماغ کس طرح چلتا ہے۔

"تم دونوں چاچی کا کمرہ جلدی سے صاف کر کے آؤ۔" حفصہ نے گھور کر بڑی بہن ہونے کا ثبوت دیا۔

"اف اب جا کر شرمین ٹینک بھگتاؤ۔ مجال ہے کہ چھٹی کے دن بھی ہم لوگ خوش ہو سکیں۔" بشریٰ نے با آواز بلند بڑبڑانا شروع کر دیا۔

"ہاں۔ ہفتے سے شادی شروع ہے اور ہم لوگوں نے کوئی تیاری بھی نہیں کی۔" صندلین نے دکھ سے کہا۔

"السلام علیکم چھوٹی خالہ!" صندلین نے سب سے آخر میں ڈرائنگ روم میں حاضری دی۔ وہ کافی پہلے آ گئی تھی مگر چونکہ ڈرائنگ روم میں، شرمین خالہ کا فل لائیو انٹرٹینمنٹ شو چل رہا تھا اس لیے باہر سے انجوائے کر رہی تھی جس میں وہ کہہ رہی تھیں۔

"ارے بھائی جان (اس میں نجانے کس کو مخاطب کیا گیا تھا) میری بیٹیاں تو گاڈ گفٹڈ ہیں گاڈ گفٹڈ (ہاں ہم سب کو تو ہمارے والدین کچرے سے اٹھا کر لائے تھے جیسے، یا شاید وہ ہمیں شیطانی

جہیز ڈکلیئر کررہی تھیں) سب سے بڑی نے کس مہارت سے گھر ڈیکوریٹ کیا ہے۔ کیا سلیقہ ہے اس کا کیا ذوق ہے۔ (اب مہنگا فرنیچر اور پینٹنگز خریدنا سلیقہ ہے تو ایسے سلیقے سے ہمارا گھر اور گھر والے باز آئے)

امورخانہ داری میں اسے ملکہ حاصل ہے (ظاہر سی بات ہے امورخانہ داری کے بہترین ادارے میں پڑھے گی تو اس ہی میں ماہر ہوگی۔ ہماری بشریٰ بی ایس سی کررہی ہے کا کروچ سے لے کر مینڈک تک کو کاٹنے پیٹنے یعنی ڈائیسکٹ کرنے میں ماہر ہے، ویسے وہ آپ کی حسیناؤں کو بھی کاٹ پیٹ سکتی ہے یہ جوابات صندل کے دل کی آواز تھے)

"تیسری سی اے کررہی ہے۔ ذہانت اسے گاڈ گفٹڈ ہے۔"

(دوسری کہاں گئی) شرمین خالہ نے سر پہ ہاتھ رکھ کر زور سے ہلایا جیسے ان ہی کے سر سے پڑھتی ہویا

شرمین خالہ اس کا دماغ اپنی کھوپڑی میں رکھ لائی ہوں۔

”اور چوتھی کی آواز گاڈ گفٹڈ ہے۔“ اب کی دفعہ انہوں نے گردن کو پکڑا مگر شاید غلطی سے یا جذبات میں وہ دب بھی گئی اور وہ کھانسنے لگیں۔ تب ہی صندل نے فوراً سلام کر کے کھانا لگنے کی اطلاع دی اور دل ہی دل میں سوچا۔ کاش یہ ہاتھ میرے ہوتے تو ذرا سچ سے شرمین خالہ کی گردن کی پیمائش کرتے۔ اور اس کی یہ اطلاع دو لوگوں کو کافی ناگوار گزری۔ مداخلت بے جا۔ ایک شرمین تھینک سوری شرمین خالہ کو دوسرے ابی کو۔

☆☆☆

شرمین خالہ سے ان بچیوں کو کوئی بیر نہ تھا مگر دراصل وہ کسی زمانے میں، ابی کی نظروں کو بھا گئی تھیں مگر دادی ایک ہی گھر سے دو لڑکیاں لانے کی مخالف تھیں۔

ایک نند کی بیٹی اور ایک بہن کی، یہ وہ شروع سے سوچے بیٹھی تھیں۔ خیر ابی کی اپنی خالہ کے گھر شادی ہو گئی مگر شادی کے دو سال بعد ہی، ان کی پہلی اہلیہ بچے کی پیدائش پر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ پرانی پسندیدگی پھر عود آئی ادھر بھی تھی آگ برابر لگی ہوئی۔ اور شاید یہ رشتہ جڑ بھی جاتا مگر ادھر سے دادا اور ادھر سے شرمین خالہ کے ابا میں کسی بات پر ان بن ہو گئی۔ رشتہ جڑتے جڑتے پھر اجڑ گیا۔ شرمین خالہ کے ابا نے ان کی فوری شادی کر دی۔ اور یوں یہ ملن ہوتے ہوتے رہ گیا۔

بڑی امی کو بھی بہن کی بہت سی حرکتوں اور باتوں پر اعتراض تھا۔ پھر دیورانی اللہ میاں کی گائے تھیں، بدمزاج دیور کی بھی ہر بری بھلی سن لیتی تھیں ان کے بھی بہت کام آتی تھیں۔ اس لیے یہ نئی دلہن سارے ہی گھر کو پسند آئی اور ابی بھی قدرے سیٹ تھے مگر بس شرمین خالہ (چونکہ سب بچے انہیں خالہ کہتے تھے اس لیے ان لڑکیوں نے بھی انہیں خالہ ہی بنا لیا) جب تک پسند نہ آتیں۔

ادھر شرمین خالہ آئیں ادھر ابی کے مزاج میں تلخی گھلتی گئی انہیں لگتا کہ ان کے والدین نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے اور اس تیلی پر شرمین خالہ کنستر بھر بھر کے پیٹرول ڈال جاتیں وہ آگ لگا جاتیں اور امی جان کو ہفتوں لگتے اس آگ کو بجھانے میں اور بعد میں اس میں سلگنے کا موقع مل جاتا جو آنسوؤں کی صورت چھپ کر دل سے دھویا جاتا اور بڑی امی کے بچوں کو اپنی خالہ کی زیادتی اور چاچو کی بدسلوکی پر خاموش آنسو بہاتی امی جان بہت مظلوم لگتیں۔

اسی لیے سارے گھر کے بچے آہستہ آہستہ اپنی چچی کے ساتھ ہوتے گئے اور شرمین خالہ سے ایک ان دیکھا بیر پلتا گیا۔ شرمین خالہ کے ماشاءاللہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ادھر امی ابو کو بیٹا نہ دے سکیں بلکہ جملہ یہ ہونا چاہیے کہ ابو امی کو بیٹا نہ دے سکے (جینیاتی قوانین کے تحت) مگر یہ جملہ کہے گا کون؟ یہ بھی ایک قصور تھا اس کے علاوہ یہ لڑکیاں بھی نکلیں، بقول ابی کے سو یہ قصور بھی امی کے کھاتے میں آ گیا۔ پہلے اپنے قاتل حسن کے تیر چلاتی تھیں مگر اب ترکش خالی تھا۔

ان کی نسبت امی جی آج بھی دیکھنے کے قابل تھیں، نیک روح جو ٹھہریں بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ وہ کافی صاف رنگت کی ہوتی جا رہی تھیں۔ اخلاق اور کردار نے چہرے کو ملاحت سی بخش دی تھی۔ ان کے بائیں تو اب صرف بلاؤز سے نظر آتے جسم سے سفیدی جھلکتی تھی جس سے قصائی کی دکان کا تصور ابھرتا تھا اپنی اولاد کی باتیں بڑھا چڑھا کر جلانا نیا حربہ تھا دشمنوں کا اور امی کی کم گوئی اس وقت ان بہنوں کو کھل جاتی تھی۔ مگر امی جی کے خیال میں ہم ہیں ہی ٹھیک جو جوہر قابل ہوتیں تو خود ہی نام ہوتا۔ جیسے شرمین خالہ کی بچیوں کے نام تو اخباروں میں شائع ہوتے ہیں اتنی دفعہ حفصہ اور بشریٰ نے امی کو وضاحت بھی دی کہ وہ اپنے منہ سے تعریف کرتی ہیں آپ بھی کر دیا کریں تو امی کا موقف عجیب ہوتا۔

”ارے اپنے منہ سے تعریف کوئی تعریف

تھوڑی ہوتی ہے۔ تعریف تو وہ ہے جو زمانہ کرے۔" نجانے امی شرمین خالہ کو ہی پورا زمانہ کیوں گردانتی ہیں؟ یہ سوال صندلین کے ذہن میں بہت دفعہ آیا مگر کر نہ سکی۔

☆☆☆

خاندان میں شادی تھی، جس کی تیاری وہ لوگ آج کل گھر میں چپکے چپکے کر رہے تھے مگر برا ہوا، اس دن شمشاد بھائی جو زحمت کر کے اوپر تشریف لے آئے۔

انہوں نے نیچے جا کر امی اور بڑی امی کو نجانے کیا پٹی پڑھائی کہ گل آپا کا اوپر آنا بند ہوا۔ پڑھائی کے لیے بشریٰ اور صندل کو شمشاد کے سپرد کیا گیا۔ جبکہ گل اور حفصہ پر ناشتے کی ڈیوٹی بھی لگ گئی۔

عجب ڈکٹیٹر شپ ہے، اب روز شام میں شمشاد، نہال کے ساتھ ساتھ بے چاری ان بھولی بچیوں کو بھی پڑھانے بیٹھ جاتا۔

بشریٰ تو خیر سے بی ایس سی کر رہی تھی، وہ اس وقت بیٹھ کر صرف جرنل ہی بنا سکتی تھی اب بھلا ایم کام کا شمشاد، اسے مائیکرو بائیو تو پڑھانے سے رہا مگر بے چاری صندلین کی میٹرک کی میتھس ہتھے چڑھ گئی شمشاد کے۔

ویسے تو نہال کے ٹیوٹر آتے تھے۔ امی نے شمشاد کی شکایتوں کے نتیجے میں، ٹیوٹر کو لگانے کا ارادہ ظاہر کیا تو شمشاد نے خود پڑھانے کی آفر کر دی اب یہ تینوں شمشاد کی ذمہ داری قرار پائیں۔ ادھر سے مقابلے کے لیے گاڈ گفٹڈ نمبر چار تھی۔ میٹرک کے امتحانات کے لیے نہال بھی میٹرک ہی میں تھا مگر اس کے پاس کامرس تھی۔ اس لیے اصل مقابلہ صرف صندلین اور شرمین خالہ کی چوتھی بیٹی میں تھا۔ دونوں سائنس گروپ سے میٹرک کر رہی تھیں۔

شمشاد بھائی جب گھر پر ہوتے، صندل کو پکڑ لیتے اور کوئی نہ کوئی حساب کی مشق دے کر بٹھا دیتے، ساری تفریح اور وقت کو ادھر ادھر لگانا بند ہو گیا تھا۔ شمشاد کبھی کبھی ان لڑکیوں کو یہ بھی سمجھاتا کہ

چھوٹی امی اور چھوٹے ابا کا نام، اب ان ہی بچیوں نے روشن کرنا ہے۔ وہ بھی پڑھ کر اور اچھے گریڈز لا کر اور یہی طریقہ ہے چھوٹی امی کو شرمندگی سے نکالنے اور چھوٹے ابا کی نظروں میں مقام دلانے کا۔

دراصل اسے بھی اپنی خالہ کی ان بے ہودہ حرکات پر نہایت غصہ آتا تھا۔ ان کی بے ہودہ حرکات کے بعد یہ پوری فیملی جس قسم کی مشکلات سے دوچار ہوتی تھی، اس کا بھی اسے اندازہ تھا۔ اس کا دل اپنی چھوٹی امی کی آنکھوں میں بھتوں، لالی اور سوجن (رونے کے سبب) دیکھ کر بہت جلتا تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح چھوٹے ابا اور چھوٹی امی کے تعلقات بہتر رہیں، مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ کسی طرح اس شرمین خالہ والے قصے کا سرے سے خاتمہ ہو اور پھر نجانے کیسے شرمین خالہ جو عرصے سے امریکہ جانے کی مہم کے جتن میں لگی تھیں، ان کی کوششیں بارآور ہو گئیں۔ اس مہم کے پورے ہونے کی اس گھر میں کیا دوسرے گھر میں بھی کئی لوگوں کو خواہش تھی جواب پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا۔

شمشاد بھائی کی پوری فیملی کے ساتھ، ابی نے بھی وقت رخصت میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ عین وقت پر شمشاد بھائی نے بڑی امی اور سب گھر والوں کو گاڑی کی خرابی سے مطلع کیا اور بڑی امی کو موٹر سائیکل پر لے کر چلتے بنے (نجانے گاڑی خراب ہوئی بھی تھی یا ابی کے جانے کا سن کر بہانا بنایا گیا تھا)

☆☆☆

زندگی کا ایک پرشور دور گزر گیا۔ گل رعنا اور حفصہ اپنے اپنے گھروں کو سدھار گئیں۔ بشریٰ نے مائیکرو بائیولوجی میں ماسٹرز کیا اور آج کل ایک پرائیویٹ اسکول سے اسے بہت اچھی جاب آفر ہوئی تھی۔ حفصہ کے دونوں شطونگڑے گھر میں آتے تو خوب ہلچل مچ جاتی۔ گل آپا اپنے گھر میں مصروف تھیں۔ یہاں وہ بی کام میں ایڈمیشن لے چکی تھی۔

اس دن بھی اسے اپنی پڑھائی میں کچھ دقت محسوس ہوئی، رات کے دس بج چکے تھے مگر وہ امی

جان سے پوچھ کر بڑی امی کے پورشن کی طرف آئی، بڑی امی کی بیرونی طرف کھلنے والی کھڑکی سے باتوں کی زوروشور سے آوازیں آرہی تھیں، اس میں بشریٰ کا نام سن کر وہ لحہ بھر کو رک گئی، اسے معلوم تھا کہ چھپ کر باتیں سننا غلط ہے مگر وہ نجانے کیوں کھڑی ہی رہ گئی۔ شمشاد بھائی کو بڑی امی بشریٰ سے شادی کرنے پر راضی کر رہی تھیں۔

بشریٰ کے کئی رشتے آئے ہوئے تھے اور امی جان اور ابی اب سنجیدگی سے غور کر رہے تھے اور اس بات کا بڑے ابا کے گھر میں سب ہی کو پتا تھا جب ہی بڑی امی نے شمشاد کو راضی کرنا چاہا، تاکہ گھر کی لڑکی گھر ہی میں رہ جائے مگر شمشاد بھائی کی آواز ابھری۔

"امی! بشریٰ کو رہنے دیں اس کا اتنا اچھا رشتہ آیا ہوا ہے لڑکا سٹیلڈ ہے اچھا ہے۔ فیملی چھوٹی ہے اور سب سے بڑھ کر چھوٹی امی اور چھوٹے ابا راضی ہیں۔ آپ بیچ میں نہ ہی پڑیں۔"

"مجھے تو بشریٰ پسند ہے لیکن اگر تم شرمین کی بیٹی کے لیے ہامی بھر لو تو وہاں بات کرلوں۔"

"او میری پیاری ماں! جلدی کیا ہے؟"

"ہے نا جلدی، ہر ماں کی طرح میری بھی خواہش ہے تمہاری شادی دیکھوں بچے کھلاؤں۔ شرمین کی دوسری اور تیسری دونوں میں سے جو پسند ہو بتاؤ۔"

"او مائی ڈیئر ماں (دوبارہ ڈائیلاگ مارے مطلب کے لیے مکھن لگانا ضروری تھا شاید۔ صندل نے سوچا) ان گاڈ گفٹڈ شہزادیوں سے پلیز مجھے بچائے رکھیے۔"

"گاڈ گفٹڈ شہزادیاں یہ نام تو میں نے دیا تھا۔" صندلین نے سوچا۔ انہیں کیسے پتا چلا یہ نام۔ اف یہ کل آپی کی حرکتیں۔" وہ شرمندہ ہو کر واپس گھر کی طرف چل پڑی۔

☆☆☆

نجانے قدرت ہی آزمانے پر تلی تھی یا شرمین مینک کی میراتھن ریس کی عادت تھی کہ یہاں کی ہر لڑکی کی شادی پر، اپنی لڑکیوں کی شادی مقرر کردیتیں۔ دن تاریخ بھی آگے پیچھے ہوتے۔

بڑی والی کے ساتھ حفصہ کی اور اب تیسری والی بشریٰ کے ساتھ شادی مقابلے پر موجود تھی۔ دوسری کے سی۔ اے کے پیپر چل رہے تھے سو اس کی ابھی نہیں کی جاسکتی تھی۔

اور وہ ان ساری چٹ پٹی خبروں کے ساتھ بشریٰ کے پاس آموجود ہوئی جو کاپیاں چیک کررہی تھی۔

"اور وہ ڈرامہ کوئین اماں اور گاڈ گفٹڈ شہزادیاں ایک نئے ڈرامے کی سیزن کے ساتھ دوبارہ پاکستان آرہی ہیں۔"

صندل کا شریانی رابطہ، ابھی ابھی بڑی اماں سے جڑا تھا اور وہ تازہ ترین صورت حال سے باخبر ہو کر اس صورت حال کو سب تک پہنچانے کی ذمہ داری پوری کررہی تھی۔

"ہائے اللہ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ ان لوگوں کو بھی ابھی ہی آنا تھا۔ ان لوگوں کے شادی کے فنکشن اتنے سارے اور اتنے اچھے ہوتے ہیں، پھر تو سارے مہمان ان ہی کے گھر چلے جائیں گے۔ ہمارے گھر تو جھاڑو ہی پھر جائے گی۔" بشریٰ نے آزردگی سے زیادہ ہی عبرت ناک نقشہ کھینچا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہوگا۔ رب نے چاہا تو تم فکر ہی مت کرو، رونق میلا لگانے کے لیے میں اور سہیلیاں کافی ہوں گی۔ وہ دھمال ڈالیں گے کہ تم خوش ہی ہو جاؤ گی۔ میں تو ابھی سے ڈانڈیاں پریکٹس کے لیے فریحہ اور ہینا کو بلالوں گی۔"

وہ فریج میں منہ دیئے باسکٹ سے بھنڈیاں چن رہی تھی اور اپنے اقوال زریں بھی بشریٰ تک پہنچارہی تھی۔ لیکن سیدھے ہونے اور بند کر کے مڑنے پر جہاں کی تہاں رہ گئی۔ سامنے ہی شمشاد موجود تھا۔

"خبردار جو تم لوگوں نے ناچنے کا کوئی فنکشن رکھا۔ یا گھر ہی میں یہ بے ہودگی کی۔ اور صندلین

خاص کر اگر تم نے کسی کے سامنے اپنی پرفارمنس دینے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔" شمشاد کی اس مداخلت بے جا پر دونوں بہنوں کی آنکھیں ہی ابل پڑیں۔

"ویسے یہ ہوتے کون ہیں۔" ٹہلتے ہوئے بار بار ایک ہی جملہ اس کے منہ سے نکل رہا تھا آج دونوں ہی چھت پر آگئی تھیں۔ اور صندلین آپا کے غم وغصہ کی آگ بجھ کر نہیں دے رہی تھی۔

"چلو یار، بھائی ہیں چھوڑو بھی۔" بشریٰ نے مفاہمت کی راہ سجھائی۔

"تم لوگوں نے بھائی ہے بھائی ہے، بڑا ہے حکم مانو یہ سب کر کے ان کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ بڑا ہے تو کیا اچار ڈالیں۔ اور بھائی ہوں گے تمہارے، میں یہ کزنز کو بھائی ماننے کے حق میں نہیں ہوں۔" ساتھ کی چھت پر موجود شمشاد کے اس بات پر خود بخود دانت نکل آئے۔

"کیوں کیوں بھائی نہیں بنا سکتیں؟"

"جو بھائی ہوتا ہے نا اصل والا دراصل وہی بھائی ہوتا ہے مطلب چھوڑو میں تم کو سمجھا نہیں سکتی۔"

"ویسے تم پر تو بالکل بھائیوں والی سختی کرتے ہیں۔ کیسے تمہاری ڈانس پریکٹس کی خبر رہی ہے ان کو ویسے بھی دیکھا بھی ہے یا صرف سنی سنائی ہے۔" بشریٰ نے آنکھ دبا کر کہا۔

"دیکھا ہی تو ہے۔ نا مجھ میں سلمیٰ باجی کی مایوں ہے ایک رات پہلے میں نے ان کے لاؤنج میں جو ڈانس کیا تھا تو لڑکے سارے ڈرائنگ روم میں تھے وہیں پر شمشاد بھائی بھی تھے اور لڑکوں کے ساتھ شاید انہوں نے بھی دیکھا تھا۔ بھئی میں نے تو لڑکیوں میں کیا تھا نجانے لڑکوں کو کیسے خبر ہوئی۔ کسی نے کچھ الٹا سیدھا بول دیا تھا تو ان کی کافی تو تو میں میں بھی خاندان کے لڑکوں کے ساتھ ہوگئی تھی۔"

"تجھے کیسے پتا۔"

"کل آپا نے بتایا تھا۔ باجی (حفصہ) کو۔"

"اور انہوں نے تم کو بتایا۔"

"ہاں بتایا نہیں۔ منع کیا جب بہت پوچھا تو بتایا۔"

"خیر بات تو ٹھیک ہے تمہارے اس فضول شوق سے مجھے بھی کافی چڑ ہے۔ نجانے کہاں سے آیا ہے یہ بے تکا شوق۔"

بشریٰ نے بھی منہ بنایا۔

"ویسے میں تو کروں گی اس دفعہ تمہاری مایوں میں ڈانس۔" اسے کسی طرح کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

"اور پھر پٹنا بھائی سے۔"

"چلو پٹ لوں گی۔"

"ہائے اللہ ایسا بھی کیا شوق کہ اس کے لیے مار کھائی جائے۔"

"تمہیں نہیں معلوم بشریٰ، مجھے کتنا مزا آتا ہے ڈانس کر کے شادی کے بعد تو ضرور کروں گی۔"

"کس کی؟"۔ کیونکس چڑاتی بشریٰ نے حیرت سے سر اٹھایا۔

"اپنی پھر بولنے والوں کی زبان بھی بند ہوجائے گی۔ بلکہ ایک دفعہ تو ان ہی کے سامنے کروں گی۔ بس میری شادی ہوجانے دو۔"

"عجیب خبطی لڑکی ہو۔" بشریٰ نے اکتاہٹ سے کہا۔ جبکہ ساتھ کی چھت پر موجود شمشاد قدرے غصے سے سیڑھیاں اتر گیا۔

☆☆☆

اگلے دن دوپہر میں سو کر اٹھی تو بڑی امی کو لاؤنج میں بیٹھا پایا۔ بشریٰ کچن میں تیزی سے پکوڑے تیل سے نکال رہی تھی۔

"صندل! امی نے کہا ہے کہ جلدی سے تیار ہوجاؤ۔"

"کیوں خیریت۔" اس نے آلکسی سے کچن میں موجود کرسی پر بیٹھ کر کہا۔

"پتا نہیں بس اتنا ہی آرڈر آیا ہے۔"

"کیا ہم مارکیٹ جارہے ہیں۔"

"نہیں صرف تم کو تیار ہونے اور مجھے اچھا سا ناشتہ بنانے کا آرڈر ملا ہے۔ مجھے لگتا ہے کوئی تم کو

دیکھنے آرہا ہے۔ یہ صرف میرا خیال ہے مگر امی کا انداز ایسا ہی تھا۔" اسی وقت امی جان اندر آئیں۔

"بشریٰ! تم سے کہا بھی تھا کہ اس پوتی کو اٹھا کر تیار کرو۔"

"مگر امی جان کیا تیار کروں مارکیٹ جانے کا۔ یا۔؟"

"بھئی رشتے کے لیے آنے والوں کے لیے کیسا تیار کرتے ہیں، ویسا دراصل۔" اسی ہی لمحہ فون کی بیل بجی اور امی جان ادھر چلیں۔

"یا اللہ! یہ اچانک کہاں سے میرا رشتہ آگیا وہ بھی ایسا ایمرجنسی والا۔"

"یار! ایک تو امی جان بھی نا صبح سے بتاتی کچھ نہیں ہیں۔" بشریٰ نے منہ بنایا۔ اور اسے لے کر کمرے میں آگئی۔ اسی ہی لمحہ گل آپا ایک کپڑے کا ڈبہ اٹھائے اندر آئیں اور آتے ہی، صندلین کے گلے لگ گئیں۔ الگ ہوئیں پھر اس کی پیشانی چومی اس کے بعد گالوں کو بوسہ دیا۔

"منگنی مبارک بھابھی جان!"

ادھر صندلین اور بشریٰ حیران و پریشان کھڑی گل رعنا کو دیکھنے لگیں۔

"گل! جلدی تیار کرو۔" بڑی امی کے کمرے میں داخل ہونے سے قبل آواز آئی۔ اور کمرے میں داخل ہو کر انہوں نے بھی جھٹ صندلین کو لپٹا لیا ماتھا چوما۔

"دیکھ لو جلدی میں جو سمجھ آیا میں لے آئی نہ سمجھ آئے تو دوسرا لے لینا۔" گل آپا نے کپڑے بیگ سے نکال کر ہینگر اسے تھمایا۔ روز پنک کلر کا نیٹ کا فراک جس پر ہلکا سنہری روپہلا کورے دبکے کا کام بنا تھا اور نفیس سا دوپٹہ جوڑا بلاشبہ بہت خوب صورت تھا۔

اس نے جلدی سے نہا کر جوڑا بدلا۔ اس ہڑبڑاہٹ میں اسے سوچنے سمجھنے کا بھی زیادہ موقع نہیں ملا۔ باہر نکلی تو بشریٰ نے تولیہ سے لپٹے گیلے بالوں کو کھول کر سکھایا۔

باجی بھی آگئیں انہوں نے اس کے منہ کی خاطر خواہ تواضع شروع کر دی اور وہ ہونے والے منگیتر کے بارے میں صرف سوچتی رہ گئی۔ دس پندرہ منٹ میں وہ شام کی تقریب کے لیے تیار تھی۔ اس کا دماغ بالکل سن ہو رہا تھا۔ اس سن دماغ میں دانیال کا خیال آرہا تھا مگر وہ تو بہت چھوٹا ہے تو کیا دانیال کے ماموں زاد بھائی اس نے اندازہ لگایا مگر ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی شمشاد کو صوفے پر تیار بیٹھا دیکھ کر دھک رہ گئی۔ دل چاہا وہیں سے الٹے قدموں بھاگ جائے۔ اس نے گھبرا کر بشریٰ کا ہاتھ تھاما اور کس کر دبایا، جس پر جواباً بشریٰ نے مزید کس کر جوابی حملہ کیا۔

پیچھے موجود حفصہ کے ہاتھ نے اسے سہلایا اور کندھے سے تھام کر ساتھ بٹھا دیا۔ اس کی شکل رونے والی ہو گئی، جب ہی بشریٰ نے کان میں گھس کر کہا۔

"اور نہ مانو بھائی اور پلیز، منہ سیدھا کرو۔"

ادھر بڑی امی خوشی سے نہال ہو رہی تھیں۔ انہوں نے دادی کی دی ہوئی یادگار انگوٹھی اسے پہنائی، جس پر سارے خاندان کی لڑکیوں کی نظر تھی اور بڑی امی اس کو ہمیشہ سے اپنی بڑی بہو کے لیے سینت سینت کر رکھے ہوئی تھیں۔

نجانے امی جان نے کہا پہنایا۔ کس کس نے منہ میٹھا کیا یا، وہ تو آنکھوں میں آنسو بھرے سر جھکائے قسمت کی اس ستم ظریفی پر خود کو کوس رہی تھی اور شمشاد صاحب خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ آج تو بشریٰ کے ہنسی مذاق پر خوش دلی سے جوابی کارروائیاں بھی ہو رہی تھیں۔

اسی لمحے بڑی امی کی آواز ابھری۔

"بشریٰ کے مایوں میں نکاح کی رسم رکھ لیتے ہیں۔" اور اسے تو غش ہی آنے لگے۔ سب اس طرف مصروف ہو گئے جیسے معمول کی بات اس نے بشریٰ کو ہلکے سے آواز دی۔

"کوئی مسئلہ ہے؟" شمشاد نے بغیر متوجہ ہوئے پوچھا جس سے بالکل ظاہر نہیں ہوا کہ وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے۔

''وہ نماز نکل رہی ہے۔'' بہانا معقول تھا۔

''بشریٰ!'' شمشاد نے زور سے آواز دی۔

''جی بھائی۔!''

''بھئی۔ تمہاری بہن کو شکرانے کے نفل پڑھنے ہیں...... تو اس کو لے جاؤ، ویسے کب سے اتنی نمازی ہو گئی مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔''

اب سوال ڈائریکٹ اس سے کیا گیا۔

وہ دل ہی دل میں سلگ گئی۔ بشریٰ نے ہاتھ پکڑ کر کمرے کا رخ کیا۔ اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ اس نے شمشاد کا سوال سن لیا ہے۔

''دل میں آیا کہوں کہ جب سے آپ سے تعلق جڑا ہے۔'' کمرے میں داخل ہوتے ہی غصے میں دوپٹہ اتار کر پھینکتے ہوئے کہا۔ جبکہ بشریٰ اس ساری صورت حال پر اپنا روکا جانے والا قہقہہ اب مزید نہ روک سکی اور ہنسی تو ہنستی ہی چلی گئی۔

''بشریٰ کی بچی!'' صندلین نے تکیہ کھینچ کر مارا جو بشریٰ کے بجائے، حفصہ کو لگا وہ اور گل آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

''مجھے نہیں کرنا نکاح مایوں کے دن۔''

''ہاں اس نے تو ڈانڈیاں رکھی ہیں نا سہیلیوں کے ساتھ۔'' بشریٰ کو بڑا لطف آ رہا تھا اور اسے رونا۔

''ارے چندا! بھائی کا باہر جانے کا فائنل ہو گیا ہے تو نکاح کر کے جائیں گے تو بلانا آسان ہوگا نا!'' گل آپا نے گلے لگایا۔

''اب پتا چلا ہوتے کون ہیں منع کرنے والے۔'' بشریٰ نے سر جھکاتے قربانی کی بکری کی چٹکی بھری۔

''ویسے یار! بھائی نے تو کبھی بھنک بھی پڑنے نہیں دی۔ کل اچانک ہی امی کو رات بارہ بجے آ کر کہا کہ آپ چھوٹی امی سے بات کریں۔ امی حیران کہ بشریٰ کی تو شادی ہو رہی ہے۔ امی تو بچی گھبرا ہی گئی تھیں مگر ابو نے فوراً سمجھ لیا۔ بولے صندلین کے لیے۔ امی نے صبح صبح مجھے کال کر دی۔ امی کی تو خوشی سے آواز کانپ رہی تھی بچی ہم لوگ بہت خوش ہوئے بھائی کے اس فیصلے پر۔ ارے بھائی نے کہا ہے کہ صندلین کو کہہ دینا۔ اس حق سے منع کیا ہے۔ لاکھ پوچھا مگر پھوٹے نہیں کہنے لگے جس کو پیغام دو گی وہ خود ہی ساری بات اگل دے گی اس جملے کے بعد۔''

اور بشریٰ کی دوبارہ ہنسی شروع ہو گئی اور پھر اس نے لاکھ بشریٰ کو روکا۔ مارنے دوڑی مگر حفصہ اور گل رعنا نے چوزے کی طرح اسے دبوچ لیا اور بشریٰ نے چھت والا سارا قصہ مزے لے لے کر سنایا۔

''اور پتا ہے کہہ رہی تھی میں کزن کو بھائی بنانے والی نہیں چلو دونوں کی سوچ میں بڑی ہم آہنگی ہے۔''

''اور مجھے تو لگتا ہے مایوں میں نکاح رکھوانے کا ایک مقصد صندل کو لڈی ڈانڈیاں وغیرہ سے روکنا ہے۔''

''اچھا بس کر دو بشریٰ!'' حفصہ کو رحم آ گیا۔

''کیوں بھئی کیوں بس کریں...... ہمیں بھی تو اس نے ہماری باریوں میں کتنا ستایا ہے بھول گئیں۔'' گل رعنا نے کہا۔ ''ویسے کب سے چل رہا ہے یہ سب۔'' گل رعنا نے مزید تپایا اور وہ تو بچ بچ تپ ہی گئی۔

''بس کر دیں گل آپا! بالکل ہی تند بن گئی ہیں۔''

وہ روٹھ کر اٹھی اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔ کپڑے بدل کر نکلی تو اب بھی وہی موضوع گفتگو تھی۔

''بھائی تو اتنے پوزیسو ہے ہیں صندل کے معاملے میں کہ امی نے دانیال کے ٹیوٹر سے صندل کے لیے بات کی تو انہوں نے ٹیوٹر ہی فارغ کر دیا۔'' حفصہ نے کہا۔ ''بچی اس وقت تو حیرت بھی بہت ہوئی تھی اور بھائی کی اس احتیاط پر خوشی بھی ہوئی تھی مگر مجھے نہیں پتا تھا کہ معاملہ ہی کچھ اور ہے۔''

''ہاں۔ امی تو بشریٰ کے لیے چاہ رہی تھیں مگر بھائی نے سختی سے منع کر دیا تھا۔''

گل نے گل افشانی کی اور وہ سب کو باتوں میں

معروف چھوڑ کر باورچی خانہ کی طرف چل پڑی۔

☆☆☆

بالآخر نکاح مایوں والے دن طے پایا۔ ایک دن قبل اسے پیلا جوڑا پہنایا گیا، سبھی سہیلیاں آئیں لڈی ڈانڈیاں کی پریکٹس تو ہو ہی چکی تھی، وہ معروف ہو گئیں اور صندل دل ہی دل میں جل کر رہ گئی۔

"دشمن میری خوشیوں کے۔" اس نے بشریٰ کے کان میں گھس کر کہا۔

"ویسے گل آپا! ذرا تو اچھا سا ہی نام رکھ لیتیں بڑی امی شمشاد بھائی کا" بشریٰ نے اس کا احتجاج درج کروایا۔

"چلو تم رمیز بلا لینا۔" حفصہ نے نام کے دوسرے حصے کے بارے میں کہا۔

"بھئی نام لینے کی خوش فہمی میں مت رہنا۔ انہیں تو میرا نام لینا پسند نہیں ہے۔ بڑے ہی روایتی ہیں میرے بھائی۔"

"روایتی نہیں دقیانوسی۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"بھائی بے شک روایتی ہوں یا دقیانوسی مگر میں گل آپا ہی رہوں گی تند نہیں ہوں جو بڑبڑا رہی ہو۔" انہوں نے سر پر ہلکی سی چپت لگائی اور صندل نے طمانیت بھری سانس لی۔

☆☆☆

امی جان اور ابی، دونوں کو قدرت نے بہت جلدی اور آسانی کے ساتھ بیٹیوں کی ذمہ داری سے فارغ کرنے کا سامان کر دیا تھا۔ مگر صندل اس فوری فیصلے پر بہت حیران تھی جبکہ بشریٰ اپنی دوستوں جیسی چھوٹی بہن کے اتنی دور جانے کا سن کر ملول تھی۔ جس رات صندلین کو مایوں بٹھایا گیا۔ اس رات سے جو تھوڑے تھوڑے وقفے سے بشریٰ اور صندلین نے رونا دھونا مچایا اس نے صندلین کو نکاح کی تقریب سے پہلے ہی سخت بخار میں مبتلا کر دیا۔ صندل کا بخار بہت ہی پریشان کن ہوتا تھا۔ اس لیے دوپہر تک ایک سو دو، پارہ دیکھ کر امی جان کا پارہ ساتویں آسمان کو چھونے لگا کیونکہ صندلین ہمیشہ ہی بخار میں ان کو بہت ستاتی تھی۔ اس کو وہم ہو جاتا تھا کہ اب وہ نہیں بچے گی۔ اس وجہ سے کسی نہ کسی کو خاص کر امی جان کا اس کے پاس موجود ہونا ضروری تھا بڑی مشکلوں سے انہوں نے اسے سلایا اور بشریٰ کو اس کے کمرے سے بھگایا، ورنہ بیٹھنا تو بشریٰ کو آج مایوں تھا مگر صندلین کے ساتھ گلے مل مل کر رونے دھونے کے سبب اور کچھ کل کی تقریب کے سبب، وہ دونوں اسی ایک کمرے میں تھیں۔

بشریٰ زیادہ جذباتی ہو رہی تھی شاید یہ وقت ہوتا ہی ایسا ہے۔ اپنوں سے دوری کا دکھ نئے حالات کی فکر سب نے مل کر بشریٰ جیسی بظاہر پریکٹیکل اور بااعتماد لڑکی کو زود رنج بنا دیا تھا۔ خود بھی روتی اور صندلین کی فکر میں گھلتی جاتی، پھر دونوں مل کر زور و شور سے باقاعدہ رونا دھونا کرتیں، خبر تو بڑی امی کو بھی ہو گئی۔ وہ تو ہنس دیں مگر شمشاد کو بہت غصہ آیا۔

شام کی تقریب سے پہلے سہ پہر کو چھوٹی امی کے پورشن میں آیا۔ صندلین کی خیریت پوچھی معلوم ہوا سو رہی ہے، پھر بشریٰ جو کہ سامنے ٹی وی لاؤنج کے صوفے پر دراز تھی اسے جا لیا۔

"یہ کون سا شغل کل رات سے چل رہا ہے۔" اس نے سرخ ناک بھیگی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"کون سا شغل؟"

"رونے دھونے کا۔ پتا ہے صندل جذباتی ہے، بچپنا ہے۔ اوپر سے بخار میں سنبھلتی نہیں ہے۔ مایوں کی تقریب بھی اس وجہ سے خراب ہو جائے گی اور نکاح کا تو اب اللہ ہی حافظ ہے۔"

"خود ہوتے نا رخصت تو پتا چلتا۔"

"ہو تو رہا ہوں اور کیا چاہیے بے وقوف تم اور حفصہ شہر میں ہو جیسا تیسا بھی مگر مہینہ دو مہینے میں چکر لگ جاتا ہے اور صندل غیروں میں تو نہیں جا رہی۔ کیا اپنے بھائی پر اتنا بھی اعتبار نہیں ہے۔"

"اعتبار دلانے سے اعتبار آتا ہے۔ آپ کو دلانا چاہیے نا۔" بشریٰ نے پہلی دفعہ شاید شمشاد سے

اختلاف کیا تھا۔

"مجھے لگتا تھا کہ صرف صندلین بے وقوف ہے تم سمجھ دار بھی ہو اور مجھے جانتی بھی ہو۔ بھائی مانتی ہو کوئی شکایت، کوئی پریشانی تھی تو مجھ سے کہو نہیں۔ تم دونوں خفصہ اور تم (اس نے جلدی سے وضاحت کی) مجھے کل سے بھی مختلف اور الگ نہیں لگیں پھر ایسی بے اعتباری۔"

"سوری بھائی بے اعتباری نہیں ہے شاید زندگی کا یہ اسٹیج ہی ایسا ہے۔" اب بشریٰ قدرے مطمئن اور آسودہ نظر آئی۔

"خبردار جو روئیں اور دوسروں کو رلایا۔"

"بچی بہت فکر ہے اس کی۔" بشریٰ خوش بھی ہوئی اور شوخ بھی۔

"بے شک صندل چھوٹی ہے مگر میں تم لوگوں کا بہنوئی نہیں بھائی رہوں گا او کے۔"

سر پر ہاتھ رکھ کر وہ رخصت ہوا اور اپنے ساتھ اس کی ساری پریشانیاں بھی لے گیا۔ وہ نارمل ہو گئی لیکن صندل بخار کی شدت کے سبب صرف کپڑے بدل سکی۔ مایوں کی تقریب میں بھی اس کی شرکت نا ہو سکی۔ امی نے ڈاکٹر سے شاید نیند کی دوا بھی دلوادی تھی اس لیے اس کا سارا وقت سوتے گزرا۔

شادی تک وہ بہتر ہو گئی مگر ولیمے کی تقریب میں بالکل تندرست ہو گئی۔ آج اس نے تائی امی کا دیا گیا نکاح والا جوڑا پہنا اور تیاری بھی بہت دل لگا کر کی تھی۔ جب واپسی پر بشریٰ نے ساتھ میکے آنے سے انکار کر دیا تھا تو شمشاد نے اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا لیا۔ کل اس کی آسٹریلیا کی فلائٹ تھی۔

"دیکھ لی بشریٰ بیگم کی محبت، کل تک جو جدائی پر آنسو بہا رہی تھیں۔ آج مارے خوشی کے پھولے نہیں سما رہیں۔ ویسے تو الحمدللہ یہ اچھی علامت ہے مگر بے وقوف لڑکی! اتم مجھو رو رو کر حال اپنا برا کر لیا۔ اوپر سے سارا گھر پریشان کہ نجانے کیوں ایسا ردعمل دے رہی ہو تم۔ میں شاید پسند نہیں کہیں اور تو......"

"جی ایسی کوئی بات نہیں۔ اتنا اچانک سب ہوگا تو رونا تو آئے گا نا۔"

"کیا اچانک ہوا ہے؟"

"یہ تو آپ کو بھی پتا ہے کہ کیا اچانک ہوا ہے۔"

"تم کیا تیار نہیں تھیں۔"

"اب ایسا نہیں کہا میں نے۔ بھئی میں نے آپ کے لیے ایسا سوچا ہی نہیں تھا۔ ویسے اور کسی کے لیے بھی نہیں سوچا تھا۔"

"تو پھر۔؟"

"میں بہت چھوٹی ہوں۔"

"ہاں وہ تو سب کو پتا ہے عمر کے ساتھ ساتھ عقل کی بھی۔"

"جی نہیں ایسا نہیں ہے۔" اس نے تنک کر کہا۔

"تو کیا اب لڑو گی۔ کچھ کہوں گا تو اب تو نہیں کہو گی نا کہ ہوتے کون ہیں یہ بولنے والے میرے معاملات میں۔"

اور صندلین نے شرمندگی و خجالت سے سر جھکا دیا۔

رات کافی ہو چکی تھی گجرے تازے تو نہیں مگر قدرے بہتر حال والے خریدے۔ پہنانے کی اب بھی زحمت نہیں کی۔ اترتے سمے ایک لفافہ بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"کمرے میں جا کر دیکھ لینا۔"

"ابھی دیکھ لیتی ہوں۔" اس نے جھٹ سے کھول بھی لیا۔

"یہ کیوں؟ اس میں کافی ساری رقم تھی۔

"تم میری ذمہ داری ہو۔ میں یہاں نہیں ہوں گا کسی چیز کی ضرورت پڑی یا کچھ کھانے یا کپڑوں کا دل چاہا تو خرید لینا پہلے سوچا تمہارا رنگ لے لوں مگر پھر رقم زیادہ مناسب لگی۔ انگوٹھی دکھانے کے لیے اچھی چیز ہے مگر یہ کام آنے والی چیز ہے۔" (اف اس قدر پریکٹیکل ان کو تو بشریٰ کے پریکٹیکل جنرل میں چسپاں کر دینا چاہیے تھا۔ یہ وہیں مناسب رہتے) اور

جیسے آج تک تو یہ ہی میری ضرورتوں کو پورا کر رہے تھے۔ہونہہ۔

"برا لگا؟"

"نہیں مگر کچھ اچھا بھی نہیں لگا۔" گاڑی سے اتر کر وہ اندر چلی گئی اور اگلے دن بشریٰ کی آمد پر جب اس نے اس سے شکوہ کیا تو صندل بشریٰ کے ردعمل پر حیران رہ گئی۔

"ہائے کیا زبردست ہے میرا بھائی۔کل میں زبیر کے دیے گئے سیٹ کو دیکھ کر بالکل یہی سوچ رہی تھی کہ اس سے اچھا تھا رقم دے دیتے کچھ تفریح ہی کر لیتے۔"

"ویسے تم پرفیکٹ میچ تھیں مسٹر شمشاد ریمز کے لیے"

"تمیز سے بھائی ہے میرا اور بہن بھائی کے خیالات تو ملیں گے ہی۔میں نے تو بچپن سے بھائی مانا تھا۔اب تم بھگتو۔"

وہ جو سمجھتی تھی کہ شمشاد نے کسی لمحہ کی گرفت میں آ کر اس سے محبت کی ہوگی وہ سوچ شادی کے بعد بہت پیچھے رہ گئی۔شمشاد ایک سادہ، دوراندیش، فہم و فراست والا خاندانی فرد تھا۔جس نے شاید اسے کسی لمحاتی گرفت کے نتیجے میں نہیں چنا تھا وہ شاید بہت پہلے سے اس کی پسند تھی مگر اس نے کبھی نہیں قبولا۔

وہ حد سے زیادہ پریکٹیکل تھا جبکہ وہ رومان پرور تھی۔اس کا دل چاہتا تھا وہ اسے لمبی لمبی کالیں کرے۔اسے بتائے کہ وہ کس کس لمحہ اسے پسند آئی۔کب اچھی لگی، کب بہت اچھی مگر شمشاد کا کہنا تھا کہ نجانے کب اچھی لگی۔کتنی؟ کب؟ کیسے؟ اسے نہیں پتا۔ہاں اچھی لگی اور جب اسے لگا کہ اسے اب اپنا لینا چاہیے تو اس نے لمحہ کی تاخیر بھی مناسب نہیں سمجھی اور اس نے فوراً بڑی امی سے رشتہ ڈالنے کی بات کی۔

اسے پرانے قصوں سے دلچسپی نہ تھی اور ادھر وہ نکاح کے بعد سب کی چھیڑ چھاڑ اور کچھ اپنے مزاج کی وجہ سے ڈھیروں خواب بن بیٹھی تھی۔

☆☆☆

اسے رخصتی کے فوراً بعد خواب نگر سے بے دخل ہونا پڑا یوں لگا کہ لمبی نیند سے جاگ گئی ہو اسے خود فلائٹ لے کر شمشاد کے پاس آنا پڑا وہ جو جھجک رہی تھی گھبرا رہی تھی کچھ کچھ شرما رہی تھی اس کے یہ سب احساسات شمشاد کی تیز رفتاری نے کہیں دور بھگا دیے۔

بس ایک ہی دن نے اس کے تعلق کی نوعیت بدل دی وہ اب بیوی تھی۔محبوبہ نہیں تھی شاید نہیں۔یقیناً پاکستان میں ہوتی تو سب ہی اس کے نخرے اٹھا رہے ہوتے اور وہ اگلی صبح خود اپنے برتن اٹھا رہی تھی۔ شمشاد اپنے کام پر جا چکا تھا۔

اس سہانی صبح کے جو ارمان تھے وہ آنسوؤں میں بہہ گئے۔پہلی رات کی دلہن کی یہ ناقدری۔آہ ترقی یافتہ ملک کی پہلی خامی اسے پہلے دن ہی پتا چل گئی۔یہاں وقت کی قدر تھی۔احساسات کی نہیں۔

☆☆☆

آج سب ہی بہت یاد آ رہے تھے۔اس نے پاکستان فون کیا تھا۔شرماتے لجاتے بڑی امی کو خوش خبری سنائی۔ اور بڑی امی یہ خبر سن کر رو ہی پڑیں (شکرانے کے طور پر)

پھر بڑی امی نے پاکستان اور آسٹریلیا ایک کر ڈالا ہر جانے والے سے سامان بھجوانا۔وقتے وقتے سے اسے میسج اور کال کر کے اس کی خیریت پوچھنا۔ اسے مختلف مشوروں سے نوازنا۔

یہاں شمشاد کی ماموں زاد بہن بہت عرصے سے مقیم تھیں ان سے درخواست کی کہ وہ ہر ہفتے اس سے ملنے آ جایا کریں، اس کا خیال رکھیں اور ثمرہ باجی نے اس کڑے وقت میں اس کا اور شمشاد کا بہت ساتھ دیا وہ اپنی مصروف زندگی میں سے اس کے لیے وقت نکال کر آتیں اسے کبھی کبھی شاپنگ کروا لاتیں۔

کبھی بیٹھ کر دونوں ڈھیروں باتیں کرتیں۔وہ اپنا وقت بتاتیں جب وہ یہاں آئی تھیں تو انٹرنیٹ کی سہولت نہیں تھی انہوں نے بہت تنہا وقت گزارا تھا کئی

سلنس کا شکار ہوئی تھیں۔ بہت دفعہ انہیں کسی کندھے کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی تھی اسی لیے وہ ہر آنے والے کا جو اپنے ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔

☆☆☆

آٹھواں مہینہ لگ گیا بڑی امی پہنچ گئیں۔ ثمرہ آپا کو بھی ڈیوٹی سے نجات ملی۔ مگر نہیں وہ جو سمجھی تھی کہ اب وہ نہیں آئیں گی کیونکہ بڑی امی جو آ گئی ہیں ایسا نہ ہوا ان کا چکر اسی ہی خلوص کے ساتھ لگتا رہا۔

بڑی امی سے کافی عرصے بعد ان کی ملاقات ہوئی تھی اب جو فرصت سے ملیں تو دنیا جہان کے قصے کہانیاں لے کر بیٹھ جاتیں یہ دونوں خواتین اور ایسے ہی ایک نشست کے دوران بڑی امی نے شرمین خالہ کے متعلق استفسار کیا۔

”بس مت ہی پوچھیں پھپھو!“

”کیوں بھئی خیریت تو ہے نا؟“

”وہ جوان کی بڑی صاحب زادی ہیں۔ ان کی اپنے میاں سے کچھ خاص بنتی نہیں ہے۔ وہاں سے ساتھ لگا کر لے تو آئیں مگر بزنس میں بندہ یہاں آ کر سیٹ ہی نہیں ہو پا رہا فیملی فائنینشل کرائسز میں ہے۔ دوسری سی اے والی نے طلاق لے لی ہے۔ تیسری کے میاں کا کووڈ میں انتقال ہو گیا ہے۔ کافی مشکل وقت ہے ان کا۔“

”ارے نگوڑ ماری یہ باہر ملک کمانے آنے کی اور آباد ہونے کی کیا مصیبت پڑی تھی شرمین کو۔ اس بڑھاپے میں اپنوں سے دور بے چاری نے کیسے کیسے دکھ دیکھے۔ مجھے اس کا نمبر دینا بات کروں گی۔“

”پھپھو! منجھلی کی طلاق کے بعد سے وہ فیملی میں سے کسی کا نمبر نہیں اٹھاتیں۔ سنا ہے شدید ڈپریشن کی مریضہ ہو گئی ہیں۔“

”اب کیا کہہ سکتی ہوں کہ اوپر والا معاملات بنائے۔“ بڑی امی نے ٹھنڈی لمبی آہ بھری۔

”امی ابا گئے تو انہوں نے ملنے ہی سے انکار کر دیا۔“

”آئے ہائے اب یہ وقت بھی بہن بھائیوں کو دیکھنا پڑے گا۔“

دراصل پھپھو، چھوٹی پھپھو نے اپنی بیٹیوں کو بہت خاص بنا کر پیش کیا۔ پھر امریکن نیشنل ہو گئیں سونے پر سہاگہ بچیوں کا دماغ تو خراب ہونا ہی تھا اور جو بے چاری میاں کے ساتھ سیٹ اور خوش تھی اس کے میاں ہی کو قدرت نے بلا لیا۔

سی اے والی نے پورا سی اے بھی نہیں کیا تھا اور اتراتی ایسے ہے جیسے پرائم منسٹر لگی ہوئی ہو۔ بڑی کے سلیقے کی دھوم تھی، وہ بھی دراصل چھوٹی پھوپھو (شرمین خالہ) کے مرہون منت تھا اب اگر اس کے گھر جاؤ تو بندہ بیٹھنے کی ہی جگہ تلاش کرتا رہ جاتا ہے۔ یہ بڑے بڑے ادارے یہ فیشن زدہ کالج لڑکیوں کی تعلیم کے بجائے ان کے اندر غرور پیدا کر دیتے ہیں ہم سی اے ہیں۔ ہم ہوم اکنامکس سے ایم اے ہیں۔“

”ہاں صحیح کہہ رہی ہو اس تعلیم کی کمی کجی کو گھر کی تربیت دور کرتی ہے۔ کیا کہہ سکتے ہیں بس یہی کہوں گی کہ چھوٹی کے ساتھ کچھ اچھا نہیں ہوا۔“

”اور وہ جو ہماری امی جان کے ساتھ ساری عمر چور سپاہی کا کھیل کھیلتی رہیں۔ وہ صحیح تھا؟“ دل میں سوچا۔

☆☆☆

بڑی امی دادی بن گئیں ایک عدد پوتے کی۔ بڑے ابا امی جان اور ابی سب ہی بہت خوش ہوئے۔ تصاویر شیئر ہوئیں ڈھیروں باتیں امی جان کے دیے تحفے حفصہ اور بشریٰ کے تحائف الگ ’’دانیال نے کوریئر سروس سے کارڈ اور پھول بھیجے اور پھر یہ وقت بھی گزر گیا بڑی امی کو گئے مہینہ ہو گیا۔

شمشاد میاں کا شیر اب تین ماہ کا ہو گیا تھا۔ اب جا کر وہ قدرے سیٹ ہونا شروع ہوئی تھی۔ ورنہ تو عموماً وہ شام ڈھلے تک یا تو تھک کر نڈھال ہو جاتی یا کبھی کبھی بچے کے مسلسل رونے یا کسی پریشانی سے شمشاد کو روتے ہوئے ملتی۔

شمشاد کی عادت تھی کہ روز دو سے تین گھنٹے بچے کو سنبھالتا آنے کے بعد اس عرصے میں وہ سو جاتی۔ اس کے علاوہ وہ گھر کے چھوٹے موٹے کاموں میں بھی اس کا ہاتھ بٹاتا۔ جب اس کی ہمت نہیں ہوتی تو گروسری بھی خود کر لیتا۔ چھٹی کے دن ناشتہ کر کے ننے میاں کو بھی سنبھال لیتا۔

اب اسے کچھ کچھ شمشاد سمجھ میں آنے لگا تھا وہ زبانی اظہار کا نہیں عملی اظہار کا قائل تھا۔ اسے سچ مچ اس سے محبت تھی تب ہی اپنی پریشانیاں اسے کبھی نہیں بتاتا مگر اس کی مشکل کو بے کہے جان جاتا۔

☆☆☆

اور وہ جو شمشاد کو سمجھنے کا دعویٰ گزشتہ کچھ دن سے کرنے لگی تھی یک دم جھوٹا یا کھوٹا لگنے لگا جب شمشاد نے اس سے کہا۔

"تم کوئی کام کیوں نہیں کرتیں؟"

"میں کام" وہ بھی اس شطونگڑے کے ساتھ۔ کیا ہو گیا ہے اس کے کام کیا کم ہو گئے ہیں۔"

"ساری عورتیں یہاں بچے کے ساتھ بھی سب ہی کچھ کرتی ہیں۔"

"مگر کیوں کیا ہم پر کوئی مشکل وقت ہے یعنی کوئی فائینشل پرابلم ہوئی ہے۔" دراصل پاکستان میں عورت کو صرف اس نیت سے تعلیم دلوائی جاتی ہے کہ مشکل وقت میں کام آئے گی تو اسے بھی لگا کہ شاید شمشاد کی جاب کی کوئی مشکل پڑ گئی ہے۔ اس لیے اس نے سوال اٹھایا۔

"کیوں ایسا کیوں سوچا؟ کیا تم اپنے ہاتھ میں کچھ پیسے خود اپنی کمائی کے نہیں رکھنا چاہتیں کہ جب تمہارا دل چاہے پاکستان چلی جاؤ جو دل چاہے خرید لو جس کو چاہو اپنی مرضی سے اپنے پیسے دے سکو مجھ سے پوچھے بنا، بغیر بتائے خرچ کر سکو۔"

"اچھا چلیں ٹھیک ہے۔" اس نے قدرے بے دلی سے کہا۔

پاکستان میں اس کی بہنیں اور گل آپا سب ہی میاں کی کمائی پر عیش کر رہی تھیں۔ ہمارے خاندان میں بھلا کبھی عورتوں نے کمایا۔

"کل سے میں تم کو لیپ ٹاپ پر کچھ فری کلاسز بتا دوں گا بلکہ کل سے کیوں ابھی چھوٹو سو رہا ہے چلو آج ہی سے کرتے ہیں۔"

نجانے یہ استاد شاگرد کا رشتہ کب ختم ہو گا۔ لگتا ہے کہ بچوں کے بعد بھی یہ مجھے پڑھاتے ہی رہیں گے۔ اس نے دل میں سوچا بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ البتہ گل آپا بشریٰ اور حفصہ سے کانفرنس کال پر اس نے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

بشریٰ نے جھٹ وہ کورسز پوچھ لیے۔ بھائی کی سگی جو ٹھہری، اسے شمشاد کا یہ آئیڈیا بہت مناسب لگا۔ صندلین کو چھ ماہ لگے کلاسز لینے کام سیکھنے میں اور پھر کچھ کام کر کے سال میں وہ کچھ ہی رقم جمع کر پائی۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ وہ جب اپنے پیسے خرچ کرنے کا سوچتی یا خریدنے لگتی تو شمشاد اسے پیسے خرچ کرنے سے منع کر دیتا۔

ان تین سالوں میں اسے لگنے لگا کہ وہ مشین بن گئی ہے۔ کام کام اور صرف کام قائد اعظم صرف اس ہی کے لیے یہ عظیم پیغام چھوڑ گئے ہیں۔

☆☆☆

وہ ابھی تک یہاں کے موسموں کی عادی نہیں ہوئی تھی مگر چھوٹا حارث چونکہ یہیں کی پیدائش تھا اس لیے موسم کی سختی سے بے نیاز تھا جبکہ اسے یہاں کا سرد موسم اور سرد رویے بہت تکلیف دیتے تھے۔ مگر ثمرہ باجی اس کے لیے بڑی ڈھارس تھیں وہ جب جب ہوم سک ہونے لگتی وہ تب تب اس کی مدد کو موجود ہوتیں۔

وہ اسے ڈپریشن میں جانے سے پہلے ہی — اس فیز سے نکال لیتی تھیں اور شمشاد بھی جب دیکھتا کہ وہ بہت چپ ہو گئی ہے۔ خود سے الجھ رہی ہے تو وہ ثمرہ کو فیملی کے ساتھ اپنے گھر مدعو کر لیتا ثمرہ بھی اپنی دوستوں کی پارٹی میں کبھی کبھی اسے بلا لیتی اور یہیں سے اسے دنیا کو الگ رخ سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ایک سہیلی انجلا تھی۔ مسلمان تھی مگر اب خود کسی مذہب کی

پیرد کار نہ تھی دوسری کرچن تھی جو تین مردوں کو بھگتا کر بیٹھی تھی۔

ان میں سے ایک مسلمان بھی تھا اس نے نیشنیلٹی کے لیے شادی کی تھی مگر نیشنیلٹی ۔ لیے بغیر ہی چھوڑ کر چلا گیا۔ باقی دو اس کے دوست ہم وطن ہم مذہب تھے اور اپنی نشانیاں اس کے سپرد کر کے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے۔

ان لوگوں سے مل کر، حالات جان کر اس کو پاکستانی اور اپنے مرد کی حقیقی قدر ہوئی۔ جو ہر حال میں اس کے ساتھ تھا اس پر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا تھا اور توجہ اور مدد دونوں سے نوازتا رہتا تھا۔ اگر اظہار محبت نہیں کرتا تو بھی برا سودا نہ تھا۔ دراصل جب تک انسان دوسروں کے دکھ درد نہیں سنتا تب تک اس کو اپنی خوش حالی نہیں دکھتی۔ بے شک انسان بہت ناشکرا ہے۔

☆☆☆

شادی کو پانچ سال ہونے والے تھے۔ نہال کی شادی کی تاریخ بڑی امی نے ان لوگوں سے پوچھ کر رکھی۔ اب پاکستان جانا تھا ایک لمبا عرصہ قید تنہائی کاٹ کر اپنے وطن جانے کا خیال بہت خوش کن تھا۔ شمشاد بھی آج کل کافی خوش اور پرجوش نظر آ رہا تھا اور خود اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی سے اڑ کر پہنچ جائے۔ دونوں نے سب کے لیے بہت خوشی خوشی شاپنگ کی، کچھ شاپنگ ثمرہ آپی نے کروا دی۔ مگر اس عرصے میں اس نے بہت کوشش کی کہ اپنی رقم سے خوب ساری خریداری کرے مگر اس نے صرف امی کی ساڑی اور ابی کی لیے گھڑی خریدنے دی۔

حفصہ اور بشریٰ کے تحائف بھی شمشاد نے اپنے پیسوں سے خریدے۔ اس کی پوری کوشش رہتی کہ صندلین کا کوئی پیسہ نہ خرچ ہو، نجانے مزار بنوائیں گے میرا صندلین کی اپنی ہی سوچ تھی۔ جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے پیسوں سے ہر بازار کو لوٹ لے مگر یہاں سے لے جانا بھی تو مسئلہ تھا۔

اور پھر پاکستان جانے کا دن آ گیا۔ اور ان پانچ سالوں نے کسی کو بدلا ہو نہ بدلا ہو مگر اس کے بچپنے والی سوچ کو بہت حد تک بدل دیا تھا بقول بڑی امی کے اب وہ بڑی ہو گئی ہے۔ بڑی بھابھی ہے تو مزاج میں بھی ٹھہراؤ آ گیا ہے۔ اب اس میں احساس ذمہ داری اور سلیقہ آ گیا تھا۔ یہ سب کچھ سب سے پہلے بڑی امی نے محسوس کیا اور اظہار میں بھی دیر نہیں لگائی امی جان اور ابی دونوں کمزور ہو گئے تھے۔

ابی ریٹائر ہو گئے تھے دو سال قبل۔ امی جان کے بھی گھٹنوں میں درد رہنے لگا تھا۔ اور اس دن وہ بچوں کو امی جان کے پورشن میں نہلانے دھلانے کے بعد وہیں اپنے کمرے میں لے کر لیٹ گئی اور پھر ایسی بے خبری کی نیند آئی کہ بس آنکھ کھلی تو آٹھ بج گئے تھے۔

ہر سو خاموشی تھی کافی دیر تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا۔

پھر خیال آیا کہ وہ تو اپنے وطن اپنے آبائی گھر میں ہے۔ کمرے سے نکلی تو وہ گھر جہاں زندگی بولتی تھی چلتی تھی ناچتی تھی اب وہ محل خموشاں کسی قبرستان کی طرح لگ رہا تھا۔ امی جان کے کمرے سے باتوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں سو وہ اس سمت چل پڑی۔

"مگر یہ کہاں سے آئے؟" ابی کی آواز ابھری۔

"ارے بشریٰ جو ہر ماہ رقم دیتی ہے اس میں سے بچایا ہے آپ شمشاد کے ساتھ جا کر کوئی لاکٹ یا انگوٹھی خرید لایئے گا۔ سوچا تو سیٹ دینے کا تھا مگر دو سال میں بس یہی پس انداز ہو سکا۔"

"اور باہر سے آئے مہمانوں کے لیے کچھ نہیں لیں گے کیا؟"

پہلی دفعہ اس نے امی جان اور ابی کو اس طرح روبرو اتنی یگانگت سے باتیں کرتے سنا تھا۔ اسے یہ دوستی بہت اچھی لگی مگر دوسری طرف میکہ سے اس قدر لاعلمی والا تعلق پر افسوس بھی ہوا۔ اور بشریٰ کا امی جان کا ساتھ دینے کا سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اس نے

کبھی شاید ہی کسی کو بتایا ہوگا وہ سچ سچ خوش خبری...... تھی امی جان کے لیے اور ابی کے لیے۔

"لے لیں گے اگلے مہینے۔ چلیں، میں دیکھوں صندل جاگ گئی ہو تو بولوں کہ بھابھی نے بلایا ہے۔" اور وہ اس سے پہلے کہ امی کو اس کے جاگنے کی خبر ہو۔ وہ چپکے سے سیڑھیاں اتر گئی۔

☆☆☆

"وہ آپ سے ایک بات کہنی تھی۔" رات مہمانوں سے فارغ ہونے میں بہت دیر ہو گئی تھی مگر وہ بہت بے چین تھی کہ کس طرح فارغ ہو اور جلدی سے شمشاد سے ملے۔

"ہاں بولو۔" شمشاد نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔ وہ جو ایک عرصے پہلے شمشاد سے کسی رومان کی توقع چھوڑ بیٹھی تھی اس کو یہاں آ کر ایک نئے رومان پرور شمشاد کو بھگتنا کچھ مشکل لگ رہا تھا۔ یہ تصویر ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ ایک ضروری بات ہے مگر اگر آپ کی مرضی ہو تو۔؟"

"یار تمہید نہ باندھو جلدی بولو۔" وہ شاید کسی شرارت کے موڈ میں تھا۔

"وہ میں نے جو پیسے جمع کیے ہیں اس میں سے کچھ امی جی کو دے دوں۔ وہ مجھے لگتا ہے۔"

"ایک منٹ" اس نے ہاتھ اٹھا کر روکا "کچھ کیوں سارے کیوں نہیں؟"

"وہ مطلب کہ آپ مجھے کفایت شعاری سے خرچ کرنے کا بولتے ہیں۔"

"بے وقوف! اس اس لیے تمہیں خرچ نہیں کرنے دیتا تھا کہ تم اس کو بہتر جگہ خرچ کرو اور وہ بہتر جگہ ماں باپ سے زیادہ کوئی نہیں۔ تم بیٹیں ہی چھوٹی امی اور ابی کا بیٹا ہو۔ اگر تم ایک آدھ دن تک نہیں بولتیں تو میں خود تم سے بات کرتا مگر میں تمہارے انتظار میں تھا۔"

"آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ شکر گزار ہوئی۔

"اور تم بہت بے بے وقوف۔ چلو اس ہی خوشی میں آج تم پرفارم کر کے دکھا دو۔" اور اس کی بات پر صندلین کی آنکھیں ہی ابل پڑیں۔

"اس قدر بے ڈھب جسم کے ساتھ معاف کیجیے مجھے کنواں کھودنے کا کوئی شوق نہیں بڑے ابا بورنگ کا باہر سوچ رہے ہیں۔ گھر کے اندر نہیں۔"

"تو کیا وہاں کرو گی یعنی پھر سے۔" اور اس نے تلملا کر تکیہ ہی کھینچ مارا۔

"ویسے تم نے کہا تھا نا شادی کے بعد ایک بار مجھے دکھانے کو ضرور کرو گی۔"

"کوئی اچھی بات نہیں ہے چھپ کر دوسروں باتیں سننا۔"

"تمہاری باتیں سننے کے لیے چھپنا کبھی پڑا ہی نہیں۔ تمہاری آواز اس قدر زوردار ہے کہ میرے کمرے تک بخوبی آجاتی تھی گاڈ گفٹڈ شہزادیاں اور بھی بتاؤں۔"

مگر اس کی مسمی شکل دیکھ کر ستانے کا پروگرام چھوڑنے کا سوچا مگر اس سے پہلے ہی وہ ٹھینگا دکھا کر کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

☆☆☆

امی جان اور ابی کو شادی میں خرچ کے لیے اس نے جب ایک معقول رقم پکڑائی تو دونوں ہی خوشی سے نہال ہو گئے۔ امی جان نے شمشاد کے ساتھ جا کر سارے گھر کے کپڑے خریدے دلہن کے لیے سیٹ لیا۔ نہال کے لیے گھڑی ابی نے اپنی دے دی۔ اس کو بھی ایک انگوٹھی دی۔ اس کی دی گئی رقم یہاں کثیر رقم کی صورت حاصل ہوئی۔ بیٹی ہو کر بیٹا بننے کا خواب اب حقیقت کا روپ دھار رہا تھا۔

حفصہ نے اپنا پارلر سیٹ کر لیا تھا مگر ابھی اس سے خاص آمدنی نہیں تھی۔ مگر محنت رنگ لے ہی آتی ہے آہستہ آہستہ۔ بشریٰ آن لائن ٹیوشن اور یوٹیوب پر پڑھائی کے متعلق ویڈیوز بنا کر ڈال رہی تھی۔ اب جا کر اس سے منافع ملنے لگا تھا۔

ابی نے دی جانے والی رقم سے گھر کی مرمت کروالی اور اوپر کا پورا پورشن کرائے پر دے دیا اور خود

پچھے موجود ایک کمرے اور کچن کو مرمت رنگ روغن کروا کر اپنے رہنے کے لیے تیار کروا لیا۔

ابی کا بیگانہ ہونے کا گلہ بھی ڈھل رہا تھا اب ابی کی آنکھوں میں امی کے لیے شکر گزاری تھی۔ اور کچھ شرمندگی بھی۔

☆☆☆

موسم بہار آ گیا تھا۔ پرندوں نے واپسی کے سفر کی تیاری شروع کر دی تھی۔ اگلی رات سفر کی تھی، بس یہ آخری رات تھی پھر نجانے کب آنا ہو کب سب یوں مل بیٹھیں گے اس سوچ کے پیش نظر سب ہی دیوان خانے میں محفل جمائے بیٹھے تھے، جب ہی نہال نے ایک ویڈیو گروپ پر بھیجی۔ سب ہی تھے سو لڑکیوں نے تو نہیں البتہ چچی شمشاد نے اس کو ڈیلیٹ کرنے کا حکم صادر کیا۔

"کیوں کیا ہے اس میں؟

ایسا!" صندل متجسس ہوئی۔۔

"بری بات نہال! کسی کے عیوب نہیں اچھالتے۔"

"او بھائی! میں نہیں اچھال رہا۔ محترمہ خود اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت اچھال رہی ہیں۔ اب تو بڑے بھی متوجہ ہو گئے۔ سب ہی کو تجسس ہونے لگا معلوم ہوا کہ یہ شرمین خالہ کی سب سے چھوٹی نعت خواں بیٹی جس کی خوب صورت آواز کا چرچا تھا اس کی کینیڈا میں اسٹیج پر دی جانے والی ایک پرفارمنس کا ویڈیو کلپ تھا۔

"نجانے شرمین کی غیرت کہاں۔ گئی ہے۔" بڑی امی بولیں۔

"ارے امی! سنا ہے کہ محترمہ چار نمبری (یہ نام بھی صندل کا دیا ہوا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا جبکہ بشریٰ کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں) — وہاں کسی کرسچن کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ اب وہ چلا گیا ہے کسی اور کے پاس تو محترمہ اس کے عشق میں دیوانی ہو رہی ہیں۔ شاید اس کے دکھ میں پرفارمنس دے رہی ہیں۔ ویسے یہ شوق تو ہماری بھابھی کو بھی تھا۔"

نہال آج بھی بغیر سوچے سمجھے بولنے کا عادی تھا اور صندل کا دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

"خدا نہ کرے جو ہماری بہو کو ایسے بے ہودہ شوق ہوں، وہ تو بچپنا تھا اس میں تو سب ہی الٹے سیدھے کام کرتے ہیں۔"

"ارے ہماری بہو تو ایک ذمہ دار ماں، ادب والی بہو اور فرماں بردار بیٹی ثابت ہوئی ہے۔ بے کار میں اسے مت گھسیٹو۔ اگر شرمین بیٹیوں کی تربیت کرتی تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ تیرے میرے گھر میں اسے آگ لگانے سے فرصت کہاں تھی۔" بڑی امی نے ابی کو دیکھ کر بات مکمل کی اور ابی نے جلدی سے امی جان کو دیکھا۔

"چلیں بھابھی! اللہ سب کو ہدایت دے۔ چلیں جی! آپ بھی اب سونے چلیں۔ صبح اٹھا نہیں جائے گا۔" امی جان کتنی معاملہ فہم اور ابی کی نگاہوں کے مفہوم کو سمجھنے والی بیوی تھیں۔ جنہوں نے بڑی امی کے شروع ہونے سے پہلے ہی میاں کو اس مشکل سے نکال لیا۔

اب دونوں۔ آہستہ روی سے اپنے پورشن کی سمت جا رہے تھے۔ اور بشریٰ کو آج کی رات امی ابی کی طرف گزارنی تھی، وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑیں۔

"آرام سے خاتون! ذرا سی بے احتیاطی عمر کے اس حصے میں بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔" بڑے ابا کی چار سیڑھیاں بھی ابی، امی جان کو ہاتھ پکڑ کر احتیاط سے اتروا رہے تھے۔

امی کا صبر رنگ لے آیا تھا۔ ابی کو جو گلے تھے وہ ڈھل گئے تھے اور عورت وہ مخلوق ہے کہ جب بھی اس کا مرد واپس آتا ہے تو کھلے دل سے اس کا استقبال کرتی ہے۔ دونوں بہنوں کی مسکراہٹ میں طمانیت تھی۔ انداز میں خود مختاری اور چہرے پر سچی خوشی کا عکس لہرا رہا تھا۔

☆☆